QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amiR
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

# اسلامی خاندانی نظام کے استحکام میں خواتین کی جذباتی ذہانت کی اہمیت: قرآن وسنت کی روشنی میں ایک معاصر تجزیاتی مطالعہ

# The Role of Women's Emotional Intelligence in Fortifying the Islamic Family Structure: A Contemporary Analytical Study in Light of the Qur'an and Sunnah

**Dr. Shazia**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad (GCWUF), Pakistan.
Email: shaziaadnan@gcwuf.edu.pk

**Amna Bibi**
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad (GCWUF), Pakistan.
Email: aminabibi619369@gmail.com

**Submission Date:** 05 June 2026
**Review Date:** 07 June 2026
**Acceptance Date:** 15 June 2026
**Publication Date:** 23 June 2026

**Article Link:** https://alamir.com.pk/index.php/ojs/article/view/366

## Abstract

The Islamic family architecture serves as the primary institution for sustaining socio-moral stability, ethical cohesion, and psychological well-being within human societies. Within this framework, women occupy a pivotal role in nurturing interpersonal dynamics, managing intra-familial affective distress, and mediating domestic conflicts. Consequently, Emotional Intelligence (EI)—encompassing emotional self-awareness, affect regulation, empathy, and constructive interpersonal communication—emerges as a crucial determinant of marital and domestic equilibrium.

This study critically investigates the significance of women's emotional intelligence in reinforcing the stability of the Islamic family system through a textual and thematic examination of the Qur'an and authentic Sunnah. Employing a qualitative, inductive, and analytical methodology, the research synthesizes primary textual sources, classical Islamic jurisprudence (Fiqh al-Usrah), and contemporary psychological paradigms. The analysis identifies key Islamic ethical constructs that correspond with modern dimensions of emotional intelligence, including emotional restraint (Sabr), compassionate empathy (Rahmah), interpersonal forgiveness ('Afw), consultatives (Shura), and equitable marital conduct (Ihsan). Furthermore, the study addresses modern systemic challenges threatening domestic stability, such as communicative fragmentation, affective disconnect, and rising marital dissolution.

The findings indicate that operationalizing emotional intelligence within the normative boundaries of Islamic ethics enhances psychological resilience, mitigates domestic dissonance, and fosters sustainable family cohesion. The paper concludes with actionable recommendations for integrating emotionally intelligent behavioral frameworks into contemporary Islamic family counseling and pre-marital educational initiatives.

**Keywords:** Emotional Intelligence, Islamic Family Architecture, Domestic Cohesion, Qur'anic Ethics, Prophetic Traditions, Conflict Resolution, Islamic Psychology.

## تمہید:

خاندان انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی اور معاشرتی استحکام کا اہم ترین ادارہ ہے۔ فرد کی شخصیت، اخلاق، کردار اور سماجی رویّوں کی تشکیل میں خاندان بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اسلام نے خاندانی نظام کو محض ایک معاشرتی ضرورت کے طور پر نہیں بلکہ ایک ذمہ دارانہ اور اخلاقی نظام کے طور پر پیش کیا ہے، جس کی بنیاد محبت، رحمت، باہمی تعاون، ذمہ داری، احترام اور حسنِ معاشرت پر قائم ہے۔ قرآن مجید نے ازدواجی زندگی کے مقصد کو سکون، محبت اور رحمت سے تعبیر کرتے ہوئے خاندانی تعلقات کی مضبوط بنیاد فراہم کی ہے۔ اسی طرح رسول اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں خاندان کے افراد کے ساتھ حسنِ سلوک، نرمی، برداشت، عفو ودرگزر اور باہمی احترام کی متعدد عملی مثالیں موجود ہیں۔

اسلامی خاندانی نظام میں خواتین کو بنیادی اور مؤثر مقام حاصل ہے۔ وہ بیوی، ماں، بیٹی اور خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ تعلقات میں محبت، تربیت، تعاون اور جذباتی توازن پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ خصوصاً ازدواجی زندگی میں عورت کی جذباتی کیفیت، مسائل کو سمجھنے کی صلاحیت، اختلافات کو مناسب انداز میں حل کرنے کا طریقہ اور خاندان کے افراد کے جذبات کو محسوس کرنے کی صلاحیت خاندانی ماحول پر گہرا اثر ڈال سکتی ہے۔ اس تناظر میں جذباتی ذہانت (Emotional Intelligence) ایک اہم علمی ونفسیاتی تصور کے طور پر سامنے آتی ہے، جس سے مراد اپنے اور دوسروں کے جذبات کو پہچاننے، سمجھنے، منظم کرنے اور مناسب انداز میں ان کا اظہار کرنے کی صلاحیت ہے۔

معاصر دور میں خاندانی زندگی کو متعدد نئے چیلنجز کا سامنا ہے۔ معاشرتی تبدیلیاں، مصروف طرزِ زندگی، معاشی دباؤ، باہمی عدمِ اعتماد، ابلاغی فاصلے، گھریلو اختلافات اور جذباتی عدمِ توازن ازدواجی اور خاندانی تعلقات کو متاثر کر رہے ہیں۔ ان حالات میں محض مادی وسائل یا رسمی ذمہ داریوں کی ادائیگی خاندانی استحکام کے لیے کافی نہیں، بلکہ خاندان کے افراد میں جذباتی شعور، برداشت، ہمدردی، مؤثر ابلاغ اور اختلافات کو حکمت کے ساتھ حل کرنے کی صلاحیت بھی ضروری ہے۔

قرآن وسنت میں اگرچہ جذباتی ذہانت کی جدید اصطلاح براہِ راست استعمال نہیں ہوئی، تاہم اس کے بنیادی عناصر اسلامی تعلیمات میں واضح طور پر موجود ہیں۔ صبر، غصے پر قابو، عفو ودرگزر، رحم وشفقت، حسنِ معاشرت، مشاورت، نرم گفتاری اور دوسروں کے احساسات کا لحاظ ایسی اخلاقی صفات ہیں جو جذباتی پختگی اور متوازن خاندانی رویّوں کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ ان اوصاف کی عملی تعلیم اور بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔

اس لیے خواتین کی جذباتی ذہانت کا مطالعہ اسلامی خاندانی نظام کے تناظر میں خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ تحقیق اس امر کا جائزہ لینے کی کوشش کرتی ہے کہ جذبات کو سمجھنے اور منظم کرنے کی صلاحیت کس طرح خواتین کے خاندانی کردار، ازدواجی تعلقات، اولاد کی تربیت، باہمی ابلاغ اور تنازعات کے حل پر اثر انداز ہو سکتی ہے، نیز قرآن وسنت کی فراہم کردہ اخلاقی ومعاشرتی رہنمائی اس صلاحیت کی تشکیل اور مثبت استعمال کے لیے کس طرح رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

زیرِ نظر آرٹیکل کا بنیادی مقصد خواتین کی جذباتی ذہانت کو محض ایک جدید نفسیاتی تصور کے طور پر دیکھنے کے بجائے اسے اسلامی اخلاقی اقدار اور خاندانی تعلیمات کے ساتھ مربوط کرکے سمجھنا ہے۔ اس کے ذریعے یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ صبر، برداشت،

ہمدردی، خود ضبطی، عفو و درگزر، حسنِ معاشرت اور مؤثر ابلاغ جیسی صفات اسلامی خاندانی نظام کے استحکام میں کس حد تک معاون ہو سکتی ہیں۔ یوں یہ تحقیق معاصر خاندانی مسائل کے تناظر میں قرآن و سنت کی رہنمائی اور جذباتی ذہانت کے باہمی تعلق کو واضح کرتے ہوئے ایک متوازن، مضبوط اور پُرسکون خاندانی نظام کی تشکیل کے لیے مفید علمی بنیاد فراہم کرنے کی کوشش کرے گی۔

## خاندان کا مفہوم

اس کرہ ارض پر ہر دور میں انسان نے معاشرت پسندی کے حوالے سے اجتماعی زندگی بسر کی۔ اس ضمن میں جس معاشرتی ادارے کو بنیادی اہمیت حاصل رہی وہ خاندان ہے۔ لغت عربی میں مادہ "عول" کے ذیل میں "عائلۃ" مصدر سے خاندان کا مفہوم واضح کیا گیا ہے۔ مثلاً عربی زبان میں سربراہ خاندان کے لئے "عیال الرجل" کی اصطلاح مستعمل ہے۔ لسان العرب نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"وعیال الرجل وعیله الذین یتکفل بهم وقد یکون العیل واحد اوالجمع عالة [1]"

آدمی کے عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی وہ کفالت کرتا ہے۔ عیل واحد ہے اور اس کی جمع عالۃ ہے۔

### خاندان کی تعریف

"The term "Family" usually refers a group of parents and children, all those who persons descended from common ancestor, group of living things or of language with common characteristics and a common source. " [2]

ترجمہ: (اصطلاح 'خاندان' (Family) سے عموماً مراد والدین اور بچوں پر مشتمل ایک گروہ ہے۔ اس سے ان تمام افراد کا مجموعہ بھی مراد لیا جاتا ہے جو کسی مشترک جدِ امجد سے تعلق رکھتے ہوں۔ نیز یہ لفظ ایسے جانداروں یا زبانوں کے ایسے گروہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جن میں مشترک خصوصیات پائی جاتی ہوں اور جن کا ماخذ یا اصل ایک ہی ہو۔)

According to oxford dictionary:

"A "Family" is a group of parents and their children living together as a unit, who are important to each other, love and support especially in times of crises". [3]

ترجمہ: (خاندان والدین اور ان کی اولاد پر مشتمل وہ بنیادی سماجی اکائی ہے جو باہمی تعلق، محبت، اعتماد اور تعاون کی بنیاد پر ایک ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور جس کے افراد ایک دوسرے کے لیے اہم ہوتے ہیں اور خصوصاً مشکلات اور بحرانی حالات میں ایک دوسرے کی محبت، مدد اور حمایت کا ذریعہ بنتے ہیں۔)

### خاندان اور مستحکم خاندان میں فرق

ہر مستحکم خاندان، خاندان ضرور ہوتا ہے۔ لیکن ہر خاندان مستحکم نہیں ہوتا۔ مستحکم خاندان وہ ہے جس میں افراد کے درمیان محبت، اعتماد، باہمی احترام، جذباتی توازن اور ذمہ داریوں کی مؤثر ادائیگی موجود ہو۔ جس کے نتیجے میں خاندانی نظام مضبوط، پائیدار اور خوش گوار رہتا ہے۔

خاندان سے مراد والدین، اولاد اور دیگر قریبی رشتہ داروں پر مشتمل وہ سماجی اکائی ہے جو باہمی رشتۂ قرابت، محبت، ذمہ داری اور تعاون کی بنیاد پر وجود میں آتی ہے۔ خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے جہاں افراد کی جسمانی، نفسیاتی، اخلاقی اور سماجی نشوونما ہوتی ہے۔

مستحکم خاندان سے مراد صرف خاندان کا موجود ہونا نہیں، بلکہ ایسا خاندان ہے جس میں محبت، اعتماد، باہمی احترام، مؤثر ابلاغ، ذمہ داریوں کی ادائیگی، جذباتی ہم آہنگی اور مسائل کو مثبت انداز سے حل کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ ایسے خاندان میں افراد جسمانی، نفسیاتی اور اخلاقی طور پر محفوظ اور مطمئن محسوس کرتے ہیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے اس کی بنیاد قرآن مجید میں بیان کردہ سکون، مودّت اور رحمت پر ہے:

"وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً "[4]

(اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔)

## خاندانی استحکام کی اہمیت اور اسلامی تعلیمات

اسلام نے خاندان کی اکائی کی بطریق احسن تشکیل پر زور دیا ہے۔ خاندان جو میاں اور بیوی کے عزیز واقارب سے تشکیل پاتا ہے۔ یہی بیوی ماں کے مرتبہ جلیلہ پر فائز ہوتی ہے تو اولاد کی جنت قرار پاتی ہے۔ میاں اور بیوی جب ماں باپ بنتے ہیں تو اولاد کی ہمہ جہت ذمہ داریاں ان کے کندھوں کو جھکا دیتی ہیں جن سے عہدہ برآ ہونے کے لئے خالق نے پہلے سے ان کے لئے ہدایات کا انتظام کر رکھا ہے۔

"اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک خاندان اگرچہ ایک مرد اور عورت کے نکاح کے عقد اور بندھن اور ان کے بچوں سے وجود میں آتا ہے لیکن اس میں شوہر کے والدین اور خونی رشتے کے عزیز بھی شامل ہو کر ایک وسیع خاندان کو تشکیل دیتے ہیں۔ پھر اسلامی شریعت کے خصائص میں سے ہے کہ اسلام نسب و نسل کی حفاظت کو شریعت اسلامیہ کے عمومی مقاصد میں سے شمار کرتا ہے۔"[5]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ "[6]

(اور ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو)

انسان کے لئے جوڑے کی تخلیق باعث اطمینان اور وجہ سکون ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اس نے اس خطہ اراضی پر اس کی ہر فطری ضرورت کا اہتمام کرتے ہوئے اس کو خوبصورت ساتھ عطا کیا تاکہ وہ زندگی کی خوشیوں میں شریک ہو اور پریشانیوں میں معاون بنے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

" وَمِنْ آياتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْواجاً لِتَسْكُنُوا إِلَيْها وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ" [7]

(اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری جنس میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون واطمینان پاؤ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان محبت اور نرم دلی کو قائم کر دیا اور اس میں یقیناً غور وفکر سے کام لینے والوں کے لئے (قدرت کی نشانیاں ہیں)۔

اسلام نے اس مودت اور رحمت کو بہت ہی خوبصورت انداز میں قرآن میں بیان فرمادیا:

"هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ " [8]

(وہ عورتیں تمہارے لئے اور تم ان کے لئے لباس ہو۔)

اس آیت میں زوجین کو لباس کہا گیا ہے لباس وہ چیز ہے جو انسان کے جسم سے متصل رہتی ہے اور اس کی پردہ پوشی کرتی ہے اور اس کو خارجی فضا کے مضر اثرات سے بچاتی ہے، یہ تعلق نفسیاتی تسکین اور اخلاقی تحفظ اور انسانی داعیات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ نسل انسانی کے تحفظ اور بقا کا باعث بنتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا " [9]

(اے لوگو ڈرو پروردگار سے جس نے تمھیں نفس واحدہ سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنا دیا اور ان میں دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیئے، اس اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ اور قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو یقین جانو اللہ تم پر نگرانی کر رہا۔)

جامع بیان القرآن میں اس آیت کی یوں تفسیر کی گئی ہے:

"ومنبِّهَهم بذلك على أن جميعهم بنو رجل واحد وأم واحدة،وأن بعضهم من بعض، وأن حق بعضهم على بعض واجبٌ وجوبَ حق الأخ على أخيه، لاجتماعهم في النسب إلى أب واحد وأم واحدة، وأن الذي يلزمهم من رعاية بعضهم حق بعض، وإن بَعُدَ التلاقي في النسب إلى الأب الجامع بينهم، مثل الذي يلزمهم من ذلك في النسب ۔ " [10]

(یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سب کے سب لوگ ایک مرد اور عورت (آدم وحوا) کی اولاد ہیں اور ان کے ایک دوسرے پر حقوق واجب ہیں چناچہ بھائی کا اپنے بھائی پر حق واجب ہے، اور بے شک یہ سب نسب میں ایک باپ اور ایک ماں کی طرف منسوب ہیں چناچہ نسب کی وجہ سے ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت رکھنا لازم قرار دیا گیا ہے۔)

اسلام میں بقاء نسل انسانی کے لئے شادی کا حکم دیا اور اس کی حفاظت کے لئے حسب اور نسب کو اختلاط سے محفوظ رکھنے کے لئے زنا کو حرام قرار دیا فرمایا:

" وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا۔ " [11]

(اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں نکاح کر دیا کرو، اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا اور جاننے والا ہے۔)

اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ تمام انسانوں کی اصل ایک ہے انھیں مل جل کر رہنا ہے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے:

" يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِير " [12]

(لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمھاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے ۔)

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کی بقا اور افزائش نسل کے لئے جانداروں کے جوڑے تخلیق کئے۔

" فَاطِرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِير " [13]

(اس نے تمہاری اپنی جنس سے تمھارے لئے جوڑے پیدا کئے، اور اسی طرح جانوروں میں بھی (انھی کے ہم جنس) جوڑے بنائے، اور اس طرح سے تمھاری نسلیں پھیلاتا ہے۔)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" يا معاشر قريش ان الله قد اذهب عنكم نخواة الجا هلية وتعظيمها بالاباء ،الناس من آدم وآد م من تراب " [14]

(اے گروہ قریش اللہ نے تم سے جاہلیت کے غرور اور س پر فخر کرنے کو دور کر دیا ہے۔ لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے تھے۔)

## خاندانی استحکام کے اصول

اسلام نے خاندانی استحکام کے لیے ایسے اصول مقرر کیے ہیں جن پر عمل کر کے خاندان کو محبت، اعتماد، سکون اور باہمی احترام کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے۔ یہ اصول نہ صرف ازدواجی زندگی کو مضبوط بناتے ہیں بلکہ والدین، اولاد اور دیگر اہلِ خانہ کے درمیان تعلقات کو بھی متوازن اور خوشگوار بناتے ہیں۔ قرآن کریم اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں خاندانی استحکام کے اہم اصول درج ذیل ہیں:

- تقویٰ اور خدا خوفی
- مودّت ورحمت
- حسنِ معاشرت
- عدل وانصاف
- حقوق وفرائض کی ادائیگی
- باہمی مشاورت
- صبر، برداشت اور عفوودرگزر
- صلہ رحمی اور باہمی تعاون
- اولاد کی دینی واخلاقی تربیت
- محبت، احترام اور احساسِ ذمہ داری

## اسلام میں خواتین کا مقام

اسلام کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے مرد اور عورت کے دائرہ کار کو بھی متعین کر دیا ہے۔ اس امر میں تو اختلاف کی کوئی ادنی سی گنجائش بھی نہیں کہ قدرت نے مرد اور عورت دونوں کو الگ الگ مقاصد کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اس لیے دانشمندی کا تقاضہ یہ ہے کہ دونوں کی ذہنی و عملی صلاحیتوں میں قدرتی فرق کو بھی تسلیم کیا جائے اور اس فرق کی بنیاد پر دونوں کے دائرہ کار کے اختلاف کو بھی۔ اگرچہ دونوں اپنے اپنے دائرے میں انسانی زندگی کے لیے ناگزیر اور ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عورت مرد سے بے نیاز نہیں رہ سکتی اور مرد عورت کو نظر انداز کر کے زندگی کی شاہراہ پر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا تاہم دونوں کی ذہنی صلاحیتوں میں فرق ہے۔ دونوں کا مقصد تخلیق الگ الگ ہے اور دونوں کے دائرہ کار ایک دوسرے سے مختلف اور جداگانہ ہیں۔

" شریعت اسلامیہ نے ذہنی و عملی فرق وتفاوت اور دائرہ کار کے اختلاف کی وجہ سے بہت سی چیزوں میں مرد وعورت کے درمیان فرق محوظ رکھا ہے اور بعض ذمہ داریاں صرف مردوں پر عائد کی ہیں۔ عورتوں کو ان سے مستثنیٰ رکھا ہے۔ اسی طرح بعض خصوصیات سے عورتوں کو نوازا ہے۔ مردوں کو ان سے محروم رکھا ہے لیکن ان فطری صلاحیتوں کے فرق کا مطلب کسی صنف کی برتری اور دوسری صنف کی کمتری وحقارت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر مرد کے اندر اللہ نے صلاحیت رکھی ہے کہ وہ عورت کو بار آور کر سکتا ہے۔ لیکن خود

بار آور نہیں ہو سکتا اس لیے اس کے برعکس عورت کے اندر صلاحیت رکھی ہے کہ وہ بار آور ہو سکتی ہے لیکن وہ بارآور کر نہیں سکتی۔ گویا مرد کے اندر تخلیق و ایجاد کا جوہر رکھا گیا ہے تو عورت کو اس تخلیق و ایجاد کے ثمرات ونتائج سنجانے کا سلیقہ اور ہنر عطا کیا گیا ہے۔ اس طرح اگر مرد کو حکمران و جہانبانی کا حوصلہ عنایت کیا گیا ہے تو عورت کو گھر بسانے کی قابلیت بخشی گئی ہے۔ مرد کے اندر قوت و عزیمت کے اوصاف رکھے گئے ہیں تو عورت کو دلکشی و دلربائی کا جمال عطا کیا گیا ہے۔ اور اس کارخانہ عالم کی زیب وزینت کسی ایک ہی صنف کے اوصاف سے نہیں ہے بلکہ دونوں قسم کے اوصاف سے ہے اور دونوں ہی انسانی معاشرے کے اہم رکن ہیں۔" [15]

"الرِّجَالُ قَوْمُوْنَ عَلَي النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلَيبَعْضٍ "[16]

(مرد عورتوں پر حاکم (نگران) ہیں اس لیے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔)

## خاندان میں خواتین کی مرکزی حیثیت

اسلام میں خاندان کا تصور نہایت وسیع اور ہمہ گیر ہے۔ اس میں صرف شوہر، بیوی اور بچوں ہی کو شامل نہیں کیا گیا بلکہ رحم کے ذریعے قائم ہونے والے تمام رشتے بھی خاندانی نظام کا حصہ ہیں۔ ان تمام رشتہ داروں کو باہم جوڑے رکھنا، ان کے درمیان محبت، ہمدردی اور تعلق کو فروغ دینا اسلامی تعلیمات کا بنیادی تقاضا ہے۔ اس مضبوط خاندانی نظام کی تشکیل اور استحکام میں عورت کا کردار نہایت بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ عملاً خاندان کے بہت سے فیصلوں، گھریلو ماحول اور تربیتی انداز کی تشکیل میں عورت ہی نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔

اسی اہم ذمہ داری کے پیش نظر قرآنِ کریم نے عورت کو گھر کی ذمہ داریوں پر توجہ دینے اور خاندان کی تعمیر واستحکام میں اپنا کردار ادا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو تخلیقِ انسانی کے سلسلے میں ایک عظیم امانت عطا فرمائی۔ اگرچہ وہ یہ ذمہ داری مرد کے سپرد بھی کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے نسلِ انسانی کی بقا اور تربیت کا بنیادی فریضہ عورت کے سپرد کیا۔ اسی عظیم خدمت کے اعتراف میں اسلام نے ماں کو ایسا بلند مقام عطا کیا کہ اس کے قدموں تلے جنت رکھ دی، حالانکہ مرد پر کفالت اور معاشی ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ عورت کے ایمان کا ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ وہ اپنے گھر، اپنے خاندان اور اپنے خاندانی رشتوں کی حفاظت کرے، انہیں محبت، اخلاص اور حسنِ تدبیر کے ساتھ جوڑے رکھے اور خاندان کو انتشار سے بچاتے ہوئے اس کے استحکام میں اپنا مؤثر کردار ادا کرے۔ یہی خاندان میں خواتین کی مرکزی حیثیت کا حقیقی مظہر ہے اور یہی عصرِ حاضر کی مسلمان عورت کا ایک اہم امتحان بھی ہے۔

"چونکہ اسلام کے نزدیک خاندان، معاشرے اور تمدن کی بنیادی ضرورت ہے، اس لیے اس ضرورت کی تکمیل کے لیے اس نے مردوں اور عورتوں کے حقوق و فرائض میں بعض فرق رکھے ہیں۔ پیدائش ورضاعت کی اہم تمدنی ضرورت کی تکمیل کے لیے عورت کو پُر مشقت مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور یہ فرق کسی معاشرے کا پیدا کردہ نہیں ہے بلکہ فطری ہے۔ بچوں کی یہ ضرورت ہے اور ان کا حق ہے کہ ان کی پرورش ماں کے شفیق آنچل کے زیر سایہ ہو۔ ماں سے جو قربت وہ محسوس کرتے ہیں اور جس طرح اس کا اثر قبول کرتے

ہیں اس کا تقاضا ہے کہ ان کی شخصیت سازی میں وہ اہم رول ادا کرے۔ خاندان کی اہم اکائی اور ادارہ کا نظم و انتظام بھی وقت اور توجہ چاہتا ہے۔ ان سب ضرورتوں کی تکمیل کا کام اسلام نے عورت کے سپرد کیا ہے۔"[17]

## خواتین کی خاندانی ذمہ داریوں کا اسلامی تصور

اسلامی تعلیمات کے مطابق خاندان صرف چند افراد کے ایک جگہ رہنے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ایسا سماجی اور اخلاقی ادارہ ہے جس کی بنیاد محبت، رحمت، تعاون اور احساسِ ذمہ داری پر قائم ہوتی ہے۔ خاندان کے ہر فرد پر اس کی حیثیت اور استطاعت کے مطابق ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں تاکہ اجتماعی زندگی میں توازن برقرار رہے۔ عورت چونکہ خاندان کی داخلی زندگی سے زیادہ گہرا تعلق رکھتی ہے۔ اس لیے اسے گھر کے نظم، اولاد کی نگہداشت، اخلاقی تربیت اور خاندانی فضا کی بہتری میں مرکزی کردار حاصل ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہر فرد کو اس کی ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا۔

" حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن دینار نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْإِمَامُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ. "[18]

(آگاہ ہو جاؤ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس امام (امیر المؤمنین) لوگوں پر نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا اور عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہو گا اور کسی شخص کا غلام اپنے سردار کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پرسش ہو گی۔)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام عورت کی خاندانی ذمہ داری کو ایک امانت اور دینی فریضہ قرار دیتا ہے۔ جس کی ادائیگی کے لیے صرف جسمانی محنت کافی نہیں بلکہ فہم، بصیرت، صبر اور جذباتی پختگی بھی ضروری ہے۔

خاندانی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں جذباتی ذہانت اس لیے اہم ہے کہ روزمرہ زندگی میں مختلف مزاج، مختلف عمروں اور مختلف ضروریات رکھنے والے افراد کے ساتھ حسنِ سلوک اور متوازن رویہ اختیار کرنا آسان نہیں ہوتا۔ اگر عورت جذباتی طور پر بالغ

اور متوازن ہو تو وہ گھر کے افراد کے احساسات کو بہتر انداز میں سمجھ سکتی ہے، ان کی ضروریات کا ادراک کر سکتی ہے اور ایسے فیصلے کر سکتی ہے جو خاندان میں محبت، اعتماد اور باہمی تعاون کو فروغ دیں۔ یہی اوصاف ایک مضبوط اور مستحکم خاندان کی بنیاد بنتے ہیں۔

اولاد کی پرورش وتربیت میں جذباتی ذہانت

" اسلامی تعلیمات میں اولاد کی پرورش وتربیت والدین کی بنیادی ذمہ داریوں میں شمار ہوتی ہے۔ تاہم عملی اعتبار سے ماں کو اس ذمہ داری میں مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ بچے کی ابتدائی شخصیت، عادات، جذبات اور اخلاقی رویوں کی تشکیل میں ماں کا کردار سب سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ ماں اپنی محبت، شفقت، صبر اور حسنِ تربیت کے ذریعے بچے کی شخصیت کی وہ بنیاد قائم کرتی ہے جس پر اس کی آئندہ زندگی استوار ہوتی ہے۔ اس لیے عورت کی جذباتی ذہانت صرف اس کی ذاتی صلاحیت نہیں بلکہ آنے والی نسلوں کی اخلاقی اور نفسیاتی تعمیر کا بھی اہم ذریعہ ہے۔ جذباتی ذہانت رکھنے والی ماں اپنے بچے کی جسمانی ضروریات کے ساتھ اس کی نفسیاتی اور جذباتی ضروریات کو بھی محسوس کرتی ہے۔ وہ بچے کے خوف، خوشی، غصے، تجسس اور احساسِ محرومی کو سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ ایسا طرزِ عمل اختیار کرتی ہے جو اس میں اعتماد، احساسِ تحفظ اور مثبت طرزِ فکر پیدا کرتا ہے۔ اس کے برعکس اگر ماں جذباتی توازن سے محروم ہو تو اس کے منفی اثرات بچے کی شخصیت، اعتماد اور سماجی رویوں پر بھی مرتب ہو سکتے ہیں۔ "[19]

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ والدین کو اولاد کی دینی اور اخلاقی تربیت کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا "[20]

(اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ خانہ، خصوصاً اولاد کی تربیت محض معاشی کفالت تک محدود نہیں بلکہ ان کی دینی، اخلاقی اور عملی اصلاح بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔ اگرچہ یہ ذمہ داری دونوں والدین پر عائد ہوتی ہے، لیکن چونکہ ماں بچے کے ساتھ زیادہ وقت گزارتی ہے، اس لیے اس کی جذباتی بصیرت اور حکمت تربیت کے نتائج پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بچوں کے ساتھ شفقت، محبت اور حسنِ سلوک کو اسلامی تربیت کا لازمی حصہ قرار دیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن بن علیؓ کو بوسہ دیا۔ اس موقع پر ایک شخص نے تعجب کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ "[21]

(جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔)

یہ حدیث اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ بچوں کی تربیت میں شفقت، محبت اور جذباتی وابستگی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ ایک جذباتی طور پر باشعور ماں بچے کی غلطیوں پر محض سزا دینے کے بجائے اس کی رہنمائی، اصلاح اور حوصلہ افزائی کا راستہ اختیار کرتی ہے۔ جس سے بچے میں خود اعتمادی، ذمہ داری اور حسنِ اخلاق پروان چڑھتے ہیں۔ اس تناظر میں کہا جا سکتا ہے کہ عورت کی جذباتی ذہانت اولاد کی متوازن شخصیت، مضبوط اخلاقی اقدار اور مثبت معاشرتی رویوں کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں ماں کی تربیتی ذمہ داری کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے۔ کیونکہ ایک صالح اور متوازن نسل درحقیقت ایک جذباتی طور پر بالغ اور ذمہ دار ماں کی بہترین تربیت کا نتیجہ ہوتی ہے۔

## گھر کے نظم ونسق میں جذباتی ذہانت کا کردار

خاندان کی بقا اور استحکام میں گھر کے مؤثر نظم ونسق کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسلامی تعلیمات میں گھر کو صرف رہائش گاہ نہیں بلکہ تربیت، سکون، محبت اور باہمی تعاون کا مرکز قرار دیا گیا ہے۔ اس ماحول کی تشکیل میں عورت بطور منتظمِ خانہ نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ گھر کے روزمرہ معاملات، بچوں کی ضروریات، بزرگوں کی خدمت، گھریلو وسائل کا مناسب استعمال اور اہلِ خانہ کے مابین مثبت فضا کا قیام ایسی ذمہ داریاں ہیں جن کی ادائیگی میں جذباتی ذہانت کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ گھر کے انتظام کا مفہوم صرف کاموں کی تقسیم یا گھریلو امور کی انجام دہی نہیں، بلکہ ایسا متوازن ماحول قائم کرنا بھی ہے جس میں ہر فرد خود کو محفوظ، باعزت اور قابلِ قدر محسوس کرے۔ جذباتی ذہانت رکھنے والی خاتون اہلِ خانہ کے مزاج، ضروریات اور احساسات کو سمجھتے ہوئے معاملات کو حکمت، صبر اور تحمل سے انجام دیتی ہے۔ وہ وقتی دباؤ یا تھکاوٹ کو گھر کے عمومی ماحول پر غالب نہیں آنے دیتی بلکہ مثبت طرزِ فکر کے ذریعے باہمی تعاون اور اعتماد کو فروغ دیتی ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو حسنِ معاشرت، تعاون اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

" وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى "[22]

(اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔)

اگرچہ یہ حکم عمومی ہے۔ لیکن خاندانی زندگی اس کا سب سے پہلا اور اہم میدان ہے۔ گھر کے اندر تعاون، باہمی احترام اور ذمہ داریوں کی ادائیگی ہی ایک متوازن خاندانی نظام کی بنیاد بنتی ہے۔ عورت اپنی جذباتی بصیرت کے ذریعے گھر کے افراد میں تعاون، نظم وضبط اور باہمی اعتماد کو فروغ دے سکتی ہے، جس سے خاندانی استحکام مضبوط ہوتا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھریلو طرزِ عمل کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"انَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ"[23]

(رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے کاموں میں ان کی مدد فرمایا کرتے تھے، پھر جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔)

یہ حدیث اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اسلامی خاندانی نظام باہمی تعاون اور احساسِ ذمہ داری پر قائم ہے۔ اگرچہ عورت گھر کے نظم ونسق میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے، لیکن اسلام مرد کو بھی تعاون، حسنِ معاشرت اور ذمہ داری میں شریک ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جذباتی ذہانت صرف عورت ہی کی ضرورت نہیں بلکہ خاندان کے تمام افراد کے لیے مطلوب وصف ہے، تاہم عورت اپنی مرکزی حیثیت کی بنا پر اس وصف کے ذریعے گھر کے ماحول پر زیادہ گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ اس طرح گھر کے نظم ونسق میں جذباتی ذہانت عورت کو صبر، حکمت، مثبت ابلاغ، احساسِ ذمہ داری اور حالات کے مطابق متوازن فیصلہ کرنے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ یہی اوصاف گھر کو محض رہائش گاہ کے بجائے محبت، سکون، اعتماد اور باہمی احترام کا گہوارہ بنا دیتے ہیں، جو ایک مضبوط اور مستحکم خاندان کی بنیادی علامت ہے۔

## خاندان میں دینی واخلاقی اقدار کے فروغ میں جذباتی ذہانت کا کردار

اسلامی معاشرے کی بنیاد مضبوط اور صالح خاندان پر قائم ہے، اور صالح خاندان کی تشکیل اس وقت ممکن ہوتی ہے جب اس کے افراد دینی واخلاقی اقدار کے پابند ہوں۔ ان اقدار کی آبیاری میں عورت، خصوصاً ماں کی حیثیت بنیادی اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ بچے کی ابتدائی شخصیت، عادات، اخلاق اور رویے سب سے پہلے گھر ہی میں تشکیل پاتے ہیں۔ اس لیے عورت کی ذمہ داری صرف جسمانی نگہداشت تک محدود نہیں بلکہ وہ اپنے کردار، گفتار اور طرزِ عمل سے خاندان کی اخلاقی ودینی تربیت میں بھی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

"جذباتی ذہانت اس ذمہ داری کی ادائیگی میں عورت کی معاون بنتی ہے، کیونکہ دینی اور اخلاقی تربیت صرف نصیحت سے مؤثر نہیں ہوتی بلکہ محبت، شفقت، برداشت، حکمت اور عملی نمونے سے زیادہ اثر قبول کرتی ہے۔ جذباتی طور پر باشعور خاتون گھر کے افراد کی ذہنی کیفیت، عمر اور نفسیاتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب انداز میں رہنمائی کرتی ہے، جس سے اصلاح کا عمل آسان اور مؤثر ہو جاتا ہے۔"[24]

قرآنِ مجید میں حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو کی گئی نصیحت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے:

"يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ" [25]

(اے میرے بیٹے! نماز قائم کرو، نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو اور جو مصیبت تم پر آئے اس پر صبر کرو۔)

اگرچہ یہ نصیحت حضرت لقمان علیہ السلام سے منقول ہے۔ لیکن اس سے تربیت کا ایک عمومی اسلامی اصول واضح ہوتا ہے کہ خاندان میں دینی اقدار کی تعلیم حکمت، خیر خواہی اور صبر کے ساتھ دی جائے۔ یہی اصول عورت کی تربیتی ذمہ داری پر بھی یکساں طور پر منطبق ہوتا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حسنِ اخلاق کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا" [26]

(تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔)

یہ حدیث اس امر کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ اخلاقِ حسنہ خاندانی زندگی کی کامیابی کی بنیاد ہیں۔ جب عورت اپنے حسنِ اخلاق، نرم گفتاری، بردباری اور رحم دلی کے ذریعے گھر میں مثبت رویوں کو فروغ دیتی ہے تو اس کے اثرات پورے خاندان پر مرتب ہوتے ہیں۔ بچے انہی اوصاف کو سیکھتے ہیں اور خاندان کے دیگر افراد بھی ایک خوشگوار ماحول کا حصہ بنتے ہیں۔ اس تناظر میں کہا جاسکتا ہے کہ دینی اور اخلاقی اقدار کے فروغ میں عورت کی جذباتی ذہانت بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ وہ صرف تعلیم دینے والی نہیں بلکہ اپنے عملی کردار سے خاندان کے لیے ایک مؤثر نمونہ بھی بنتی ہے۔ اس کے حسنِ اخلاق، صبر، شفقت اور حکمت پر مبنی رویے خاندان کے افراد میں اعتماد، احترام اور دینی شعور کو فروغ دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں ایک ایسا خاندانی ماحول تشکیل پاتا ہے جو اسلامی معاشرت کے مطلوبہ اصولوں کی حقیقی عکاسی کرتا ہے۔

## خاندان کے افراد کی جذباتی معاونت اور نفسیاتی آسودگی میں خواتین کا کردار

خاندان صرف مادی ضروریات پوری کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ افراد کی جذباتی، نفسیاتی اور اخلاقی آسودگی کا بھی مرکز ہے۔ گھر کے افراد مختلف اوقات میں خوشی، غم، پریشانی، خوف، مایوسی اور ذہنی دباؤ جیسے جذباتی حالات سے گزرتے ہیں۔ ایسے مواقع پر ایک باوقار، صابر اور جذباتی طور پر باشعور خاتون خاندان کے افراد کے لیے اعتماد، حوصلے اور سکون کا ذریعہ بنتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں باہمی ہمدردی، خیر خواہی اور تعاون کو مضبوط خاندانی نظام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

جذباتی ذہانت عورت کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ گھر کے افراد کے احساسات کو سمجھے، ان کی مشکلات کو توجہ سے سنے، ان کے جذبات کا احترام کرے اور حالات کے مطابق مناسب طرزِ عمل اختیار کرے۔ خصوصاً بچوں، بزرگوں اور مریض افراد کی دیکھ بھال میں صبر، برداشت، نرم خوئی اور ہمدردی جیسے اوصاف بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ یہی اوصاف خاندان میں باہمی اعتماد اور اطمینان کو فروغ دیتے ہیں اور افراد کو ذہنی سکون فراہم کرتے ہیں۔

قرآنِ مجید اہلِ ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ "[27]

(اور وہ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو رحم و شفقت کی نصیحت کرتے ہیں۔)

اس آیتِ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ باہمی شفقت، صبر اور خیر خواہی اسلامی معاشرے کی بنیادی اقدار ہیں۔ خاندان چونکہ معاشرے کی پہلی اکائی ہے، اس لیے ان صفات کا آغاز بھی گھر ہی سے ہونا چاہیے۔ عورت اپنی جذباتی بصیرت اور حسنِ اخلاق کے ذریعے ان اوصاف کو عملی صورت دے سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے باہمی رحم دلی اور ہمدردی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي قَابُوسَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ، الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللَّهُ "،28

(رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے، تم لوگ زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا، رحم رحمن سے مشتق (نکلا) ہے۔ جس نے اس کو جوڑا اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) جوڑے گا اور جس نے اس کو توڑا اللہ اس کو اپنی رحمت سے کاٹ دے گا۔)

یہ حدیث اس امر کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ رحم دلی اور ہمدردی صرف ایک اخلاقی صفت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔ جب عورت اپنے گھر میں محبت، شفقت، برداشت اور خیر خواہی کا ماحول قائم کرتی ہے تو اس کے اثرات خاندان کے ہر فرد کی شخصیت اور باہمی تعلقات پر مثبت انداز میں مرتب ہوتے ہیں۔

خواتین کی جذباتی ذہانت خاندان کے افراد کی نفسیاتی آسودگی، باہمی اعتماد اور جذباتی استحکام میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ ایک جذباتی طور پر متوازن خاتون اپنے حسنِ اخلاق، صبر اور شفقت کے ذریعے گھر کے ماحول کو ایسا پُر سکون اور پر اعتماد بناتی ہے جہاں ہر فرد خود کو محفوظ، باعزت اور قابلِ قدر محسوس کرتا ہے۔ یہی ماحول مضبوط اور مستحکم خاندانی نظام کی اساس بنتا ہے۔

## خلاصہ کلام

خاندان انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور اس کا استحکام ایک متوازن اور پُر امن معاشرے کے قیام کے لیے نہایت اہم حیثیت رکھتا ہے۔ خاندانی استحکام سے مراد خاندان کے افراد کے درمیان محبت، اعتماد، باہمی تعاون، احترام اور ذمہ داری کے ایسے مضبوط تعلقات کا قائم ہونا ہے جن کے ذریعے خاندان اپنی بنیادی ذمہ داریوں کو مؤثر انداز میں ادا کر سکے۔ اسلامی تعلیمات میں خاندان کو محض ایک سماجی ادارہ نہیں بلکہ محبت، سکون، رحمت اور اخلاقی تربیت کا مرکز قرار دیا گیا ہے۔

مستحکم خاندان افراد کو جذباتی، معاشرتی اور معاشی تحفظ فراہم کرتا ہے، جہاں انسان کو اپنائیت، اعتماد اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے۔ بالخصوص بچوں کی دینی، اخلاقی اور سماجی تربیت میں خاندان کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ خاندان ہی وہ پہلا ادارہ ہے جہاں فرد کی شخصیت تشکیل پاتی ہے اور معاشرتی اقدار منتقل ہوتی ہیں۔

خاندانی استحکام کے قیام کے لیے محبت و شفقت، باہمی احترام، حقوق و فرائض کی ادائیگی، صبر و برداشت، مشاورت اور ایک دوسرے کے احساسات کا خیال رکھنا بنیادی اصول ہیں۔ جب خاندان کے افراد ان اصولوں کو اختیار کرتے ہیں تو نہ صرف باہمی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں بلکہ پورا معاشرہ امن، استحکام اور اخلاقی ترقی کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ اس لیے خاندانی استحکام انسانی زندگی کی ایک اہم ضرورت اور اسلامی معاشرتی نظام کا بنیادی ستون ہے۔

اسلامی خاندانی نظام میں خواتین کی ذمہ داریاں نہایت اہم اور ہمہ جہت نوعیت کی حامل ہیں۔ عورت محض گھر کے انتظام تک محدود نہیں بلکہ وہ نسلوں کی تربیت، دینی و اخلاقی اقدار کے فروغ، خاندانی نظم و ضبط اور گھر کے مثبت ماحول کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ ان ذمہ داریوں کی مؤثر ادائیگی صرف ظاہری مہارت یا جسمانی محنت سے ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے جذباتی پختگی، صبر، تحمل، ہمدردی، حکمت، حسنِ ابلاغ اور مثبت طرزِ فکر جیسی صفات ناگزیر ہیں، جو جذباتی ذہانت کے بنیادی اجزاء ہیں۔

خواتین کی جذباتی ذہانت خاندانی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں مؤثر معاون ثابت ہوتی ہے۔ جذباتی طور پر باشعور خاتون گھر کے افراد کی ضروریات، احساسات اور نفسیاتی کیفیات کو بہتر انداز میں سمجھتے ہوئے ایسے رویے اختیار کرتی ہے جو باہمی اعتماد، محبت، تعاون اور احترام کو فروغ دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف خاندان کے افراد کی انفرادی شخصیت متوازن انداز میں پروان چڑھتی ہے بلکہ پورا خاندانی نظام بھی استحکام، سکون اور باہمی وابستگی کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔

اسلامی تعلیمات عورت کی خاندانی ذمہ داریوں کو ایک عظیم امانت قرار دیتی ہیں اور ان کی ادائیگی میں حسنِ اخلاق، رحمت، صبر، عفو اور خیر خواہی کو بنیادی اہمیت دیتی ہیں۔ یہی اوصاف جذباتی ذہانت کی عملی صورتیں بھی ہیں، جو عورت کو ایک کامیاب ماں، ذمہ دار مربیہ اور باوقار منتظمِ خانہ بناتے ہیں۔ اس اعتبار سے جذباتی ذہانت نہ صرف خواتین کی انفرادی شخصیت کی تعمیر میں معاون ہے بلکہ خاندانی استحکام اور معاشرتی اصلاح کے لیے بھی ایک بنیادی ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔

1 . Ibn Manẓūr, Jamāl al-Dīn Muḥammad ibn Mukarram Abū al-Faḍl al-Afrīqī al-Miṣrī, Lisān al-ʿArab, s.v. "ʿAwl" (Beirut: Dār Ṣādir, 6th ed., 1997), 11:785.
2 . Oxford Advanced Learner's Dictionary (Oxford: Oxford University Press, 1987), p. 510.
3 . Oxford Advanced Learner's Dictionary, p. 511.
4 . Al-Qurʾān, 30:21.
5 . Khālid Raḥmān, Aurat, Khandān aur Hamārā Muʿāsharah, trans. Salīm Manṣūr (Islamabad: Institute of Policy Studies, 2007), p. 47.
6 . Al-Qurʾān, 2:35.
7 . Al-Qurʾān, 30:21.
8 . Al-Qurʾān, 2:187.
9 . Al-Qurʾān, 4:1.
10 . al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr ibn Yazīd ibn Kathīr al-Āmilī Abū Jaʿfar, Jāmiʿ al-Bayān fī Taʾwīl al-Qurʾān (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 2000), 8:480.
11 . Al-Qurʾān, 4:3.
12 . Al-Qurʾān, 49:13.
13 . Al-Qurʾān, 42:11.
14 . Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik ibn Hishām Abū Muḥammad, al-Sīrah al-Nabawiyyah (Egypt: Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, n.d.), 4:95.
15 . ʿAbd al-Ghaffār Ḥasan, Muslim Khātūn (Karachi: Ribāṭ al-ʿUlūm al-Islāmiyyah, 1989), pp. 72–73.
16 . Al-Qurʾān, 4:34.

17 . Saʿādat Allāh Ḥusaynī, Sayyid, "Khandān aur Khawātīn: Islām kī Nazariyātī Quwwat," Māhnāmah ʿĀlamī Tarjumān al-Qurʾān (New Delhi, March 2021), pp. 31–32
18 . al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī) (Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH), Kitāb al-Aḥkām, Bāb Qawl Allāh Taʿālā: "Aṭīʿū Allāha wa-Aṭīʿū al-Rasūla wa-Ulī al-Amri Minkum," ḥadīth no. 7138.
19 . Mawlānā Sayyid Jalāl al-Dīn ʿUmarī, Islām kā ʿĀʾilī Niẓām (New Delhi: Markazī Maktabah Islāmī).
20 . Al-Qurʾān, 66:6.
21 . al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī), Kitāb al-Adab, Bāb Raḥmat al-Nās wa-al-Bahāʾim, ḥadīth no. 6013.
22 . Al-Qurʾān, 5:2.
23 . al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī), Kitāb al-Adhān, Bāb Man Kāna fī Ḥājat Ahlihī fa-Uqīmat al-Ṣalāh fa-Kharaja, ḥadīth no. 676.
24 . Shaykh al-Islām Dr. Muḥammad Ṭāhir al-Qādrī, Ḥuqūq-i Insānī kā Islāmī Taṣawwur (Bunyādī Mabāḥith) (Lahore: Minhāj al-Qurʾān Publications, 2022).
25 . Al-Qurʾān, 31:17.
26 . al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī), Kitāb al-Adab, Bāb Ḥusn al-Khuluq, ḥadīth no. 3559.
27 . Al-Qurʾān, 90:17.
28 . al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā, al-Jāmiʿ (Sunan al-Tirmidhī) (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998), Kitāb al-Birr wa-al-Ṣilah, Bāb Mā Jāʾa fī Raḥmat al-Muslimīn, ḥadīth no. 1924.